مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے سیاسی نظریات پر ایک ناقدانہ نظر

مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ
مولانا پیر محمود احمد قادری

معہ

تنقیدات و تعاقبات

مرتبہ
گرامی قدر جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب
ایم اے۔ پی ایچ ڈی
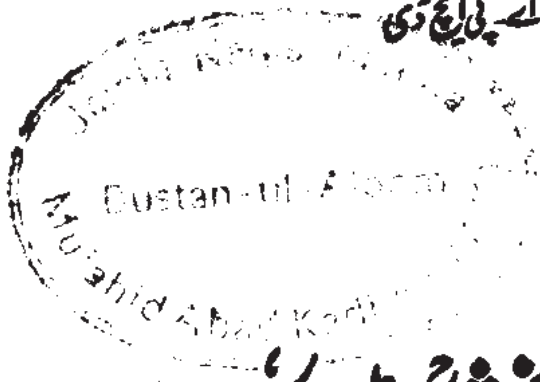
مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ——— تنقیدات و تعاقبات معہ مکتوبات امام احمد رضا بریلوی

مرتب تنقیدات و تعاقبات ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب
ایم اے پی ایچ ڈی

مرتب مکتوبات ——— الشاہ پیر محمود احمد صاحب قادری

موضوع ——— تنقیدات و تنقیحات

حسبِ فرمائش ——— حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ صاحب
امرتسری بانی مجلسِ رضا

سالِ طباعت ——— ۱۹۸۸ء / ۱۴۰۸ھ

طابع ———

ناشر ——— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

قیمت ——— ۴۸/- روپے

۱۹۱۹ء

خلافت و قریشیت

علماء میں یہ مسئلہ زیر بحث رہا ہے کہ خلافت کے لیے "قریشیت" شرط ہے یا نہیں؟ لیکن علماء اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ خلافت کے لیے "قریشیت" شرط ہے۔ چناں چہ قاضی عیاض شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

"خلیفہ میں قریشی ہونے کی شرط جمیع علماء کا مذہب ہے اور بے شک اسی سے صدیق اکبر و فاروق اعظم نے روز سقیفہ انصار پر حجت فرمائی اور صحابہ میں سے کسی نے اس کا انکار نہ کیا اور بے شک علماء نے اسے مسائل اجماع میں گنا اور سلف صالح میں کوئی قول یا فعل اس کے خلاف منقول نہ ہوا۔ یونہی تمام زمانوں میں علمائے مابعد سے ــــ اور وہ جو نظام معتزلی اور خارجیوں اور بد مذہبوں نے کہا کہ غیر قریشی بھی خلیفہ ہو سکتا ہے کچھ گنتی شمار میں نہیں کہ اجماع مسلمین کے خلاف ہے۔" [1]

---

[1] امام احمد رضا خاں، دوام العیش فی الائمۃ من قریش (۱۳۳۹ھ/۲۱-۱۹۲۰ء) مطبوعہ ۱۳۴۱ھ/۳-۱۹۲۲ء، بریلی، ص ۳۶

ابن خلدون نے جو معتزلی تھے[1]، خلافت کے لیے قریشیت کی شرط سے انکار کیا ہے اور یوں کہا ہے:

"اشتبہ ذٰلک علی کثیر من المحققین۔"[2]

مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے ابن خلدون کی پیروی میں خلافت کے لیے "قریشیت" کی شرط کو تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ مولانا عبدالباری نے فرمایا:

"محققین نے اہل سنت قریشیت کی شرط سے بالکل عدول کرتے ہیں!"[3]

ابن خلدون نے صرف "محققین" کا ذکر کیا ہے نہ کہ "اہل سنت" کا اسی طرح "اشتباہ" کا ذکر کیا ہے نہ کہ "عدل" کا ——— پھر یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ جب مولانا عبدالباری ابن خلدون کو خود معتزلی سمجھتے تھے۔[4] تو مسلک اہل سنت کے سامنے اسکو کیوں فوقیت دی؟

مولانا ابوالکلام آزاد نے "مسئلہ خلافت اور جزیرۂ عرب" میں طویل بحث کے دوران یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ لیکن جب ۱۹۱۹ء میں خلافت عثمانیہ کے تحفظ اور حمایت تحریک چلی تو انہوں نے اس مؤقف کے خلاف عمل کیا، چنانچہ جذبات میں آکر یہاں تک کہہ دیا:

"ترک کی خلافت کا منکر کافر اور خارج از اسلام ہے۔"[5]

دوسری طرف تحریک خلافت میں ہندوؤں کو شریک کیا جو خلافت تو خلافت سرے سے اسلام ہی کے منکر تھے ——— بہرکیف امام احمد رضا کی مندرجہ ذیل رباعیات اسی پس منظر میں پڑھی جائیں:

---

۱ عبدالحی لکھنوی: مجموعہ فتاوے، جلد اول، ص ۲۷

۲ دوام العیش، ص ۴۶

۳ احمد رضا خاں: دوام العیش، ص ۴۶

۴ عبدالباری فرنگی محلی: فتاوی قیام، ص ۳۰۶

۵ اخبار مدینہ (بجنور)، ۲۵ جنوری ۱۹۲۰ء، ص ۱، ک ۳، سطر ۱۶

این کذب کہ طرحش ابن خلدون بنہاد
عبدالباری گزید وپیشش آزاد
خود شاہد کذابی شاں نص امام
اللہ اذا اضل لا یلقی ہاد[1]

ترجمہ: یہ جھوٹ (یعنی خلافت کے لیے قریشیت ضروری نہیں) جس کی بنیاد ابن خلدون نے رکھی، عبدالباری نے اختیار کیا اور ان سے پہلے ابو الکلام آزاد نے بھی اختیار کیا تھا، حالانکہ امام کی نص شاہد ہے کہ یہ دونوں جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ جب کسی کو گمراہی میں واقع کر دے تو اسے کوئی ہادی نہیں ملتا۔

★

آمد بحدیث متواتر ارشاد
ان الامراء من قریش لاناد
اجماع صحابہ واہل سنت کردند
کذاب خلافش بر ابوبکر نہاد[2]

ترجمہ: حدیث متواتر سے یہ بات ثابت ہے کہ امراء صرف قریش سے ہوں گے۔ اس پر صحابہ اور اہل سنت نے اجماع کیا ہے۔ وہ جھوٹے ہیں جو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) پر اعتراض کرتے ہیں۔

سلطنت عثمانیہ کی "خلافت" کو تسلیم کرنے کے باوجود "سلطان ترکی" کہا گیا، حالاں کہ ان کے خیال کے مطابق خلیفہ، کہنا چاہیئے تھا۔ امام احمد رضا نے اس کا بھی تعاقب کیا اور فرمایا:۔

---

[1] محمد مصطفےٰ رضا خاں: الطاری الداری، ج ۳، ص ۹۵

[2] ایضاً، ص ۹۵

بہر خلفاء کے لقب سلطان است

سلطان ہارون رشید کسر شان است

سلطان لقب کسے نخودش گفت کہ او

زنہار خلیفہ نیست زیر آں ست[1]

ترجمہ: خلفاء کے لیے "سلطان" کا لقب کیسے درست ہو سکتا ہے؟ خلیفہ ہارون رشید کو "سلطان" کہا اس کی کسر شان ہے۔ جس نے اپنا لقب "سلطان" رکھا ہو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا ہے بلکہ خلیفہ کے نیچے ہے۔

---

[1] محمد مصطفیٰ رضا خاں: الطاری الداری، ج ۳، ص ۹۵